© rasailojaraid.com

کلوروفل اور قرآن

۳ - قرآن اور علمِ نباتات

(۵)

از جناب مولوی محمد شہاب الدین ندوی فرقانیہ اکیڈمی جیک بانا ندر بنگلور نارتھ

ایک سوال | قرآنِ مجید مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی میں روزِ اوّل ہی سے مرکزی نوعیت کا حامل اور اُس کا رشتہ اُن کی زندگی سے گہرا اور اٹوٹ رہا ہے۔ وہ نہ صرف اُن کے شرعی قوانین کا اولین ماخذ ہے بلکہ اُس کی تلاوت نیز اُن کی نمازِ پنجگانہ میں فرض اور ضروری قرار دے دی گئی ہے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کم از کم پانچ مرتبہ قرآنِ کریم کی مختلف آیات اُن کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمام بلادِ اسلامیہ کی علمی اور مادری زبان عربی رہی ہے اِس زبان کے بولنے اور جاننے والے ہر دور میں کروڑوں کی تعداد میں پائے گئے ہیں تو کیا ایسی صورت میں قرآنِ حکیم کی مذکورۂ بالا آیات نے مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ حکومت میں اُن کے ذہن ودماغ پر کوئی اثر نہ ڈالا ہوگا؟ قرآن مجید نے نباتات کے جن پہلوؤں پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے کیا انھوں نے اس سے بالکل اغماض برتا ہوگا کیا انھوں نے مظاہرِ کائنات کو سمجھنے اور تحقیق وتفتیش اور مشاہدہ وتجربہ سے کام لینے کی کبھی کوشش ہی نہ کی ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک مہمل اور ناقابلِ قیاس خیال ہوگا۔[حاشیہ]

[حاشیہ] اس موقع پر موجودہ کاہل اور بے بصیرت مسلمانوں پر قیاس نہ کیا جائے جن کی اوّل: مادری زبان یا تو عربی نہیں ہے یا پھر علمی وفنی حیثیت سے اُن کا رشتہ اپنے اسلاف سے کٹ چکا ہے اور اُن کو یہ تک نہیں معلوم کہ ہمارے آباء واجداد نے اس میدان میں کیا کارہائے نمایاں انجام دئے تھے! دوسری حیثیت سے آج کل مسلمانوں کی ویسی آزاد اور علم دوست حکومتیں بھی نہیں رہیں جو علوم وفنون کی ترقی اور اُن کی تحقیق

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ انہی آیات کا کرشمہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے دور میں غور و فکر اور مخطوطات مشاہدات سے کام لے کر سائنسی علوم کی نئے سرے سے تہذیب و تدوین کی نئے نئے ایجادات و انکشافات میں مشغول ہو گئے ۔ اور ان کی گرانقدر تحقیقات ہی پر موجودہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ ممکن ہو سکی ہے گویا کہ جدید سائنس کی بنیاد اور اُس کی بنیو مسلمانوں نے قرونِ وسطیٰ میں ڈال دی تھی ۔

<u>توحید اور یوم آخرت</u> | نباتات کی سیرتوں کے ان مختلف پہلوؤں کے ملاحظہ و جائزہ سے ایک حیرت انگیز افعال والی ہستی کا وجود ثابت ہوتا ہے ۔ جس کے بغیر نباتات کی سیرتوں میں اس درجہ تنظیم، وحدت، یکسانیت، حسن کاری اور گہری حکمت ممکن نہیں ہو سکتی ۔ واقعہ یہ ہے کہ دیگر مظاہرِ کائنات کی طرح انواعِ نباتات کے مطالعہ سے خالقِ کائنات کی وحدت و یکتائی، اُس کی بے مثال ربوبیت و رحمانیت، مخلوق پروری، علم و ارادہ اور قدرت و حکمت وغیرہ ہر چیز کا بخوبی مشاہدہ ہو جاتا ہے ۔

نباتات کے تمام مظاہر حد درجہ منضبط اور لگے بندھے قوانین کے پابند ہوتے ہیں ۔ ہر نوع اور ہر جنس اپنے نوعی ضوابط کے مطابق رواں دواں رہتی ہے ۔ ان کے حیران کن نظم و ضبط اور ڈسپلن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ کارزارِ حیات کوئی فوجی قسم کی پریڈ کر رہے ہوں اور ایک اَن دیکھے ناظم و مدبر کے احکام کی بڑی سختی کے ساتھ پابندی کر رہے ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) و تدوین میں سرپرستی کرتیں اور علماء و محققین کی ہمت افزائی کرتیں جیسا کہ قرونِ وسطیٰ میں رواج تھا بلکہ اس کے برعکس آج مروجہ علوم کو رٹ لینا ہی سب سے بڑا کمال سمجھا جاتا ہے ۔ اور تیسری حیثیت سے آج ہر جگہ مغربی علوم و فنون کی دھاک بیٹھی ہوتی ہے اور ہر طرف مرعوبیت اور احساسِ کمتری کے جراثیم کچھ اس طرح سرایت کئے ہوتے ہیں کہ مزید تحقیق و تفتیش کے لئے کوئی نیا میدان ہی نظر نہیں آ رہا ہے ۔ اور سب سے بڑی اور تلخ وجہ ہمارے علماء کی علومِ جدیدہ سے ناواقفیت ہے ۔ ورنہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح اس ضروری شعبہ میں بھی وہ لوگوں کو مظاہرِ کائنات میں غور و فکر اور تحقیق و تفتیش کی ترغیب و تحریص دلا سکتے تھے ۔ مگر افسوس کہ ان کی اکثریت ان علوم کی اہمیت و افادیت تک سے ناواقف ہے یا پھر ان علوم کی تحصیل و مطالعہ ہی کی مخالفت ۔ اگر ہمارے علماء نے صحیح پیمانے پر کام کیا ہوتا تو پھر لحاد و لا دینیت کا وہ زور اور دور دورہ نہ ہوتا جو آج نظر آ رہا ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اُس کے خوف سے ہمیشہ وہراں لرزاں و ترساں رہتے ہوں۔ اس ازلی حقیقت کو تسلیم کئے بغیر اس بے مثال و بے نظیر نظم و ضبط کی کوئی دوسری توجیہہ ممکن نہیں ہو سکتی۔ غرض نباتات کے مظاہر میں بد نظمی و پراگندگی کے فقدان سے نہ صرف ایک ربِّ برتر کا وجود ثابت ہوتا ہے بلکہ اُس کی وحدانیت، منصوبہ بندی، تنظیم، حکمت اور بالغ علمی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور زبردست حقیقت جو قرآن مجید نباتات کی سیرتوں سے ظاہر کرنا چاہتا ہے وہ یومِ آخرت کا اثبات، حیاتِ ثانی اور حشرِ آخرت کا حیرت ناک نظارہ ہے یعنی جس طرح پیڑ پودے ایک ننھے سے بیج سے برآمد ہوتے ہیں اور بالکل لگے بندھے قوانین کے تحت اُگتے بڑھتے اور پھلتے پھولتے ہیں۔ پھر ایک خاص مدت کے بعد "بوڑھے" ہو کر کارزارِ حیات سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ ایک ننھے سے بیج سے جنم لیتے اور وہی ڈرامہ دُہراتے رہتے ہیں۔ اور یہ چکر اسی طرح برابر چلتا رہتا ہے۔ جب نباتات میں زندگی کا یہ چکر (RIFE CYCLE) مسلسل چل سکتا ہے تو پھر حیوانات میں دوسری مرتبہ کیوں نہیں چل سکتا؟ اور زندگی مابعد کے نظریہ کو غیر معقول، ناقابلِ فہم و قیاس، بعید از کار اور تعجب خیز کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا وہ زبردست خداوندِ جبار و قہار جو ہر سال نباتات کی موت اور حیاتِ نو کے حیران کن تماشے دکھا رہا ہے ——— جس کی صحیح صحیح توجیہہ کرنے تک سے انسانی عقلیں عاجز و بے بس ہیں ——— کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز و درماندہ رہ جائے گا؟ کیا اس عالمِ رنگ و بو کے تفصیلی مطالعہ سے اُس کی حیرت انگیز قدرت و ربوبیت، زبردست حکمت و صناعی اور بے مثال کاریگری و باریک بینی کا اظہار نہیں ہو رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کھلے دل و دماغ کے ساتھ مطالعہ کائنات کے بعد یومِ جزا اور حشرِ آخرت کا انکار ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس طرح کا انکار بجائے خود غیر معقول، غیر سائنٹفک اور تعجب خیز ہو گا۔ اس مسئلہ پر خالص سائنٹفک نقطۂ نظر سے بحث اگلے ابواب میں تفصیل کے ساتھ آ رہی ہے۔

<u>سائنسی انکشافات</u> حقیقت یہ ہے کہ تمام مذاہبِ عالم میں قرآنِ عظیم ہی وہ واحد صحیفہ ہے جو ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عظیم و انقلابی نوعیت کا حامل ہے اور وہ نوعِ انسانی کو کائنات کے آزادانہ مطالعہ اور بے لاگ تحقیق و تفتیش کے ذریعہ عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور اپنی تعلیمات کی صداقت کے ثبوت میں پوری کائنات کو بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ چنانچہ سائنسی تحقیقات کا دائرہ جیسے جیسے وسیع ہوتا جا رہا ہے ویسے ویسے اُس کے دعوے اور مندرجات روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔

پچھلے صفحات میں قرآن حکیم کی جو مختلف آیات ـــــ نباتات سے متعلق ـــــ پیش کی گئی ہیں ان میں نباتات کے مختلف مظاہر کی نمائندگی اور ان کی سیرتوں کے تمام بنیادی نکات آگئے ہیں۔ نباتات کی سیرتوں یعنی اُن کی ساخت و پرداخت اور ان کی کارکردگیوں کے تفصیلی مطالعہ و جائزہ سے ربوبیت کے جو بھی سربستہ راز بے نقاب ہوتے جائیں گے اُن کی روشنی میں ان آیات کریمہ کے بیانات میں مزید نکھار پیدا ہوتا جائے گا کیونکہ ان آیات میں ایسی لچک اور حیرت انگیز جامعیت رکھی گئی ہے جو وسیع معانی و مطالب کی حامل ہو سکیں اور ان جامع کلیات میں ہر دور کی تحقیقات و انکشافات سما سکیں بلکہ "ہَلْ مِنْ مَّزِیْد" کا نعرہ بلند کر سکیں، اس معجزانہ حیثیت سے کہ نہ تو ان کا کوئی بیان کسی بھی دور میں غلط قرار پا سکے، نہ علم انسانی کی خامیوں اور تغیر پذیریوں کا ان پر کوئی اثر پڑ سکے اور نہ ہی علم انسانی انھیں کبھی چیلنج کر سکے۔ یقیناً یہ کلام خداوندی ہی کی خصوصیت ہو سکتی ہے علم انسانی کی بھلا حقیقت ہی کیا ہے جو اتنی بلند پروازی کر سکے اور اتنے وسیع، جامع، ناقابلِ تغیر اور لازوال کلیات وضع کر سکے! اس قسم کی دوسری کوئی مثال پورے انسانی لٹریچر میں نہیں ملتی۔

خلاصہ بحث یہ کہ قرآن حکیم نے اپنے مضامین اور مندرجات کی صحت و صداقت کے اظہار اور اپنے ابدی و سرمدی پیغامات کی آفاقی حیثیت سے تصدیق و تائید کے لئے "مطالعہ کائنات" کا جو پودا آج سے چودہ سو سال پہلے لگایا تھا، قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں نے اُس کی آبیاری کی اور جدید نو بہ نو تحقیقات کے باعث وہ آج ایک تناور درخت کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اُس کے ہر ایک برگ و بار سے قرآنِ عظیم کی ہمنوائی اور اُس کے بلند بانگ دعووں کی تصدیق وتائید ہی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور کلوروفل بھی اپنی ندائے آفاق کے ذریعہ قرآن عظیم کے بہت سارے دعووں کی صحت وصداقت کی شہادت دے رہا ہے۔ اب اگلی سطور میں اس کا جائزہ لیا جاتے گا۔

۴۔ کلوروفل اور قرآن

<u>ایک اہم ترین قرآنی انکشاف</u> | پچھلا باب ایک جملۂ معترضہ کے طور پر درمیان میں آ گیا تھا۔ اصل بحث یہ چل رہی تھی کہ کلوروفل کے بغیر کوئی بھی پیڑ پودا مواد نشاستیہ یا کاربوہائیڈریٹ تیار نہیں کر سکتا، جس پر تمام انسانوں کی زندگی کا مدار ہے۔ چنانچہ دُنیا تے سائنس کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کارخانۂ حیات کے تمام ہنگامے اور زندگی کی ہماہمی محض کلوروفل ہی کی بدولت قائم و دائم ہے اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب قرآنِ حکیم کی حسب ذیل آیت کریمہ کا مطالعہ کیجیے جس میں ربوبیت کے اس سرِ نہاں اور رازِ سربستہ پر سے پردہ پوری طرح اٹھا دیا گیا ہے

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا
مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ
وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ
اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور وہی ہے جس نے بلندی سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ ہر قسم کے نباتات اُگائے۔ پھر ان ہی نباتات سے ہم نے ایک سبز چیز نکالی۔ (اور) اسی سبز چیز سے ہم (ہر قسم کے غلوں کی) تہہ بہ تہہ بالیاں نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے شگوفوں سے برآمدہ قریب قریب (لٹکے ہوتے) خوشے بھی (اسی سبز چیز سے نکالتے ہیں۔ اور اسی طرح) انگور، زیتون اور انار کے باغات بھی (جن کے پھل، رنگ و بو، لذت و ذائقہ اور دیگر طبعی خواص) ایک دوسرے کے ہم مثل بھی ہوتے ہیں اور غیر مماثل بھی۔

(ان تمام غلوں اور پھلوں کے، لگنے اور پکنے (کے مناظر) کو غور اور توجہ سے دیکھو (تو تم پر باری تعالیٰ کے وجود، اُس کی قدرت و ربوبیت اور نوع انسانی پر اُس کی رحمت و رافت کی حقیقت واضح ہو جائے گی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یقیناً ان تمام امور میں ایمان لانے والوں کے لئے (اس کی کرشمہ سازیوں کے واضح اور ناقابلِ تردید) دلائل و شواہد موجود ہیں[۱] (انعام : ۹۹)

یہ ایک نہایت ہی اہم اور معرکہ آرا آیت ہے جس کے جائزہ سے مادیت کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور اُس کا سارا فلسفہ باطل و بے وقعت ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اتنے سارے حقائق و معارف اور اسباق و دلائل ودیعت کر دئے گئے ہیں کہ ان تمام کی شرح و تفصیل کے لئے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ اور ان تمام دلائل و بصائر پر اس مختصر سے مقالے میں روشنی ڈالنی ممکن نہیں[۲]۔ بہرحال اس عظیم آیتِ کریمہ میں کلوروفل اور اُس کی کارکردگی اور اُس کی حقیقت کو پوری طرح بے نقاب کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے فرمایا :

"ہم نے بارش کے ذریعہ ہر قسم کے پیڑ پودے اور دُنیا بھر کے نباتات اُگا دئے"

یہ ایک کلیہ ہوا۔ پھر اس کے بعد وضاحتاً ارشاد ہوا کہ ہم نے انہی نباتات سے ایک "سبز چیز" نکالی۔ جس کے لئے "خضر" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دوسرا کلیہ ہوا۔ اب اس خضر کو آپ چاہے سبز چیز کہئے یا خضرہ کہئے یا کلوروفل کہئے حقیقت ایک ہی رہے گی۔ پھر اس کے بعد تیسرا عظیم ترین کلیہ یہ ارشاد فرمایا کہ اس خضرہ یا سبز چیز ہی کے ذریعہ تمام قسم کے غلے اور پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

آیت کی وضاحت | واضح رہے کہ "فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ" کے تحت پہلے ہی یہ ہمہ گیر قاعدہ

---

[۱] حجت و استدلال کے بارے میں یہ قرآن حکیم کا عام اور مخصوص اسلوب ہے کہ وہ کسی چیز کا ذکر کر کے اشارہ کر دیتا ہے کہ اس باب میں فکر و نظر سے کام لینے والوں کے لئے کافی اسباق و بصائر موجود ہیں۔ مگر وہ اسباق و بصائر کون سے اور کیا کیا ہیں، ان سے خود تعرض نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگوں کی فہم و بصیرت پر چھوڑ دیتا ہے اس لحاظ سے انسانی فہم و دانش کے مطابق قیامت تک جتنے بھی علمی و عقلی اور سائنٹفک دلائل تجویز و تدوین کئے جا سکتے ہیں وہ سب اس قسم کی آیات کے اجمال و ابہام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اب یہ مفسر کی فہم و فراست پر موقوف ہے کہ وہ اپنے زمانے کی علمیت و عقلیت کا جائزہ لے کر منشائے الٰہی کے مطابق دلائل و براہین کا استنباط و استخراج کرے۔ [۲] ہر موقعہ پر صرف کلوروفل اور اس کے متعلقات ہی سے بحث کی جا رہی ہے اور بعض دیگر خصوصیات کی طرف محض ضمناً و اجمالاً اشارے کئے گئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ن کر دیا گیا ہے کہ اس میں ہر قسم کے نباتات شامل ہیں اور اس قانونِ قدرت میں کوئی استثنا نہیں
۔ پھر " فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا " فرمایا۔ تو اس میں " منه " کی ضمیر کا مرجع " نبات " ہے اس
یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ " خضر " یا کلوروفل نباتات ہی سے نکلتا ہے۔ مگر تیسرے فقرے
ں " نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا " کہہ کر صرف غلوں کی تخصیص کی ہے (کیوں کہ " حَبّ " اور
وب کا اطلاق غلوں پر ہی ہوتا ہے) تو یہاں پر دراصل غلوں کی اہمیت کا اظہار مقصود
۔ کیوں کہ یہ انسان کی اصل اور بنیادی غذا ہے جس پر حیاتِ انسانی کا دار و مدار ہے۔ ورنہ
عدہ ماقبل کے دونوں فقروں کے مطابق تمام انواع نباتات کو شامل ہے، سوائے بعض
لی پودوں کے۔

اہم پہلو | غرض یہاں پر نوعِ انسانی کی توجہ کلوروفل کی اس حقیقت کی طرف مبذول کرنے کے
ینوں فقروں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع متکلم کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اور دوسری بات
پہلے دو فقروں میں ماضی کے صیغے استعمال کئے گئے تھے مگر تیسرے فقرہ میں اچانک مضارع کا
ہ لے آیا گیا ہے۔ تو اس میں حسب ذیل حقائق کی طرف توجہ مبذول کرنے کی حکمت کارفرما
تی ہے:

۱۔ کلوروفل کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا اور اُس کی نشان دہی کرنا۔

۲۔ انسانی غذا یعنی غلّوں کی اہمیت کا اظہار۔

۳۔ اس بات کی تردید کہ یہ کارخانۂ فطرت آپ سے آپ چل رہا ہے۔

۴۔ ہر قسم کے غلے اور پھل وغیرہ اللہ تعالیٰ خاص اہتمام کے ساتھ وجود میں لاتا ہے ورنہ
ں تھا کہ ان کے مختلف خصوصیات و طبائع ہمیشہ یکساں رہتے۔

۵۔ اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار۔ یعنی نیرنگیوں اور بوقلمونیوں سے بھرپور نباتات کو محض پانی
ق کر دینا اور ان کے اختلافِ انواع و الوان کا برقرار رکھنا قدرتِ خداوندی کا ایک تحیر خیز
ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۔ پانی ہی کی طرح یکساں قسم کی سبز چیز (کلوروفل) سے گلہاتے رنگ رنگ اور قسم ہا قسم کے غلّوں اور پھلوں کو نکال دکھانا ربوبیت کا ایک شاندار معجزہ ہے جس کے صحیح اسباب وعلل کا پتہ لگانا اور ان کے حقائق کا ادراک کرنا عقلِ انسانی سے باہر ہے۔

۷۔ "نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا" یہ ایک شاہانہ اندازِ بیان ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کارخانۂ قدرت کے تمام ہنگامے محض ذاتِ باری تعالیٰ کی توجہ والتفات اور انتظام ونگرانی ہی کے تحت جاری وساری ہیں۔ جن میں اتفاقات یا بدنظمی اور لاقانونیت کا کوئی گزر نہیں ہوتا۔

۸۔ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا: تہہ بہ تہہ دانے

اس پہلو پر غور فرمایئے کہ غلے کی بالیوں میں کتنی نفاست اور حُسنِ کاریگری کے ساتھ یہ دانے جڑے ہوئے ہوتے ہیں! پھر بات غلوں ہی کی نہیں بلکہ کوئی بھی پھل اور میوہ لے لیجئے ہر جگہ آپ کو حُسن ورعنائی کے علاوہ سلیقہ مندی، رکھ رکھاؤ، حفاظت اور "پیکنگ" کا اتنا عجیب وغریب نظام اور حیرتناک اہتمام نظر آئے گا کہ آپ قدرت کی کاریگری کو دیکھ کر عش عش کر اٹھیں گے اور ربوبیت کے کرشموں سے مبہوت ہو جائیں گے۔

اگر کوئی محقق صرف اسی ایک موضوع پر دنیا بھر کے غلوں اور پھلوں کے تفصیلی حالات وکوائف جمع کر دے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔

کارخانۂ فطرت اور اسباب وعلل | سیاق وسباق یا نظمِ کلام کی رُو سے مذکورۂ بالا آیت کریمہ شرک کی تردید میں وارد ہوئی ہے اور یہاں پر یہ بتانا مقصود ہے کہ اس دنیا میں دراصل اسباب وعلل کا ایک وسیع سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ تمام مظاہرِ فطرت اسباب وعلل ہی کے تحت رواں دواں ہیں اور ہماری روزی بھی ان ہی لگے بندھے علل ومعلولات ہی کے روپ میں مختلف ذریعوں سے ہم تک پہنچتی ہے۔ لہٰذا انسان کو اس ظاہری سلسلۂ اسباب میں اُلجھنا نہیں چاہئے بلکہ اس کی نگاہ ہمیشہ ان اسباب کے پسِ پردہ کارفرما ذاتِ گرامی کی طرف مرکوز ہونی چاہئے۔ کیوں کہ ان ظاہری اسباب وعلل کے باوجود چند ایسے مافوق الفطرت یا ماورائے عقل اسباب

© rasailojaraid.com

بھی جلوہ گر نظر آتے ہیں جہاں پران ظاہری اسباب کی گاڑی چل نہیں سکتی اور ایک برتر فوق الطبیعی ہستی کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہ جاتا جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ مگر مشرک و مادہ پرست ان ظاہری اسباب وعلل ہی میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں اور کائنات کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے ہوئے سررشتۂ حیات گم کر بیٹھتے ہیں۔

اس بحث سے واضح ہو گیا کہ اسلام صحیفۂ فطرت میں جاری وساری اسباب ظاہری کا منکر نہیں ہے۔ کیا یہ سلسلۂ اسباب نہیں ہے کہ پہلے بارش برسائی گئی، پھر بارش کے پانی سے نباتات اُگائے گئے، پھر ان نباتات کے ذریعہ خضرہ یا کلوروفل نکالا گیا، پھر اس خضرہ سے ہر قسم کے غلے، پھل، میوے، ترکاریاں اور ہر قسم کے ماکولات برآمد کئے گئے؟ غور فرمایئے تو صاف دکھائی دے گا کہ ان میں سے ہر چیز دوسری چیز کے وجود کے لئے سبب اور علت ہے اور ان دونوں میں علت ومعلول (CAUSE AND EFFECT) کا تعلق پایا جاتا ہے یہی حال دیگر تمام مظاہر فطرت کا بھی ہے[1]۔

غرض اس آیت پاک میں فاء سببیہ یا ترتیبیہ لا کر ان ظاہری اسباب کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔ اور اس سے کلوروفل والے نظریہ کی بھی پوری تائید ہوتی ہے۔ اور اس بیان میں کوئی اُلجھاؤ یا پیچیدگی بھی نہیں ہے۔

ایک دوسرا قرآنی اعجاز | قرآن حکیم کی یہ بھی ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے کہ کلوروفل کے اس نظریہ کو سمجھے بغیر بھی اس آیت کریمہ کا مطلب سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی اور نہ کوئی خبطِ مطلب لازم آسکا۔ کیوں کہ لفظِ "خَضِر" اگرچہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو اَخْضَر (سبز) کے معنی میں ہے، مگر کثرتِ استعمال کے باعث یا مجازاً اس کا استعمال اسم کے معنی میں بھی ہونے لگا۔ چنانچہ اس کا

---

[1] اس سے اشاعرہ کے اس عقیدہ کی بھی تردید نکلتی ہے کہ ہماری کائنات میں اسباب وعلل یا قوانینِ فطرت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اور نہ کسی شے میں کوئی خاصیت پائی جاتی ہے۔ بلکہ ہر شے سے جو فعل سرزد ہوتا ہے یا جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس کو در حقیقت اللہ تعالیٰ اُسی وقت پیدا کر دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو سیرت النبی ۳ / ۲۹ بڑی تقطیع۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶ - پانی، کھیتی، سبز پودا، سبزہ اور سبزہ زار وغیرہ پر بھی ہوتا ہے اور یہ تمام معنی عربی ادب میں
ل ہیں، لہذا مفسرین ومترجمین نے کلوروفل سے عدم واقفیت کی بنا پر اس کا ترجمہ
ہینی الفاظ سے کیا ہے۔

آیت کی نحوی توجیہہ | مگر یہاں نحوی قواعد، عربیت اور زبان دانی کے لحاظ سے مذکورہ بالا ترجمہ (اسم کے معنی میں) صحیح نہیں ہو سکتا۔ جس کے وجوہات حسب ذیل ہیں :-

۱- اس صورت میں " فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا " میں "منہ" کی ضمیر کا مرجع خواہ مخواہ "ماء" (پانی) قرار دینا پڑے گا۔ حالانکہ پہلے فقرہ میں (فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ) میں "بہ" کے ذریعہ ماء کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۲- منہ کی ضمیر کا مرجع ماء قرار دینے کی صورت میں معنی کا تکرار لازم آتا ہے جو بلاغت کے خلاف ہے۔

۳- ایک ہی مضمون کی ادائیگی کے لئے پہلے فقرہ میں "بہ" اور دوسرے فقرے میں "منہ" لانا خلاف حکمت معلوم ہوتا ہے۔

۴- نبات مرجع قریب اور ماء مرجع بعید ہے۔

۵- دونوں جگہ فاء ترتیب کا مقتضی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ پہلے فقرہ میں باء سببیہ ہے اور دوسرے فقرے میں منہ کی ضمیر کا مرجع نبات ہے۔ مطلب یہ کہ یہ سبز چیز (کلوروفل) نبات کے جسم سے نکلتا ہے۔ غرض قواعد نحو اور عربیت کی رُو سے یہاں پر "خضر" کا لفظ بطور صفت مشبہ (بمعنی اخضر) لایا گیا ہے۔ اس صورت میں اس کا موصوف محذوف سمجھا جائے گا۔ اور تقدیر کلام یوں ہوگی "شیئًا خضرًا"۔ واضح رہے کہ حذف موصوف (NOUN QUALIFIDE) کی مثالیں قرآن مجید اور کلام عرب میں عام ہیں۔

قرآن اور تورات | قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اُس کے تمام الفاظ اور جملے بڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہی حکمت، دانشمندی اور زبردست سوجھ بوجھ پر مبنی ہیں۔ اور اس کا مطلب کبھی خبط نہیں ہونے پاتا۔ اگر یہاں پر موصوف کو حذف کئے بغیر صاف صاف "شیئاً خضواً" بول دیا جاتا تو پھر جب تک کلوروفل کی مکمل حقیقت واضح نہ ہو جاتی اُس وقت تک اس آیت کریمہ کو سمجھنا اور اُس کے معانی و مطالب کو بیان کرنا ممکن نہ ہوتا۔

یہاں پر موصوف کو حذف کر کے دراصل توریہ[1] سے کام لیا گیا ہے۔ اور قرآنِ حکیم میں بعض آفاقی حقائق توریہ ہی کے روپ میں منکشف کئے گئے ہیں جن کی اصلیت موجودہ دور سے پہلے بے نقاب نہیں ہو سکی ہے۔ مگر اس سے نہ تو قدیم مفسرین پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ اُن کا قصورِ فہم لازم آتا ہے۔ کیوں کہ اس قسم کے حقائق علومِ فطرت کی ترقی کے بغیر واضح نہیں ہو سکتے۔ بہر حال خضر یا کلوروفِل کو قرآنِ حکیم کا ایک شاندار توریہ کہا جا سکتا ہے۔ (باقی)

---

[1] توریہ علمِ بدیع کی ایک اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ متکلم کوئی ایسا لفظ استعمال کرے جس کے کئی معنی ہو سکتے ہوں۔ مخاطب تو اس سے ایک قریبی معنی مراد لے رہا ہو۔ مگر درحقیقت اس سے کوئی بعید معنی مراد ہو۔

اہلِ علم کے لئے دو نادر تحفے

(۱) تفسیر روح المعانی جو ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قسطوار شائع ہو رہی ہے قیمت مصر وغیرہ کے مقابلہ میں بہت کم یعنی صرف تین سو روپے۔

آج ہی دس روپے پیشگی روانہ فرما کر خریدار بن جائیے اب تک دس جلدیں طبع ہو چکی ہیں باقی بیس جلدیں عنقریب طبع ہو جائیں گی۔

(۲) جلالین مکمل مصری طرز پر طبع شدہ حاشیہ پر دو مستقل کتابیں (۱) لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطی (۲) معرفۃ الناسخ والمنسوخ۔ لابن الحزم۔ قیمت صرف بیس روپے

پتہ:- ادارۂ مصطفائیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔ یوپی انڈیا

© rasailojaraid.com